باب دوم

خاندان کی بربادی کے اسباب

(۱)

طلاق

طلاق سے ابلیس کی دلچسپی

(۱۰۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ
عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ
فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً۔ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ
فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا
قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ
بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اِمْرَأَتِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ وَیَقُوْلُ
نِعْمَ اَنْتَ .... فَیَلْتَزِمُہٗ۔

(مسلم عن جابر کتاب صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" ابلیس" اپنا تخت (سمندر کے) پانی پر رکھتا ہے پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے (زمین کے ہر گوشے میں) اپنے فوجی دستے بھیجتا ہے۔ اس کے ہاں سب سے زیادہ مقرب وہ شیطان ہوتا ہے جو بہت بڑا فتنہ پرداز ہو (وہ سب واپس آکر اسے اپنے کام کی رپورٹ دیتے ہیں) ان میں سے ایک کہتا ہے میں نے اس طرح اور اس طرح کیا ہے " ابلیس" کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا، پھر ان میں سے ایک اور شیطان آکر کہتا ہے میں نے فلاں آدمی کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفرقہ ڈال دیا "ابلیس" اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے اچھا ایجنٹ تو تو ہی ہے اور پھر اس سے معانقہ کرتا ہے۔"

تشریح: (۱) "ابلیس" آدم علیہ السلام کے زمانہ سے انسان کے خلاف سازش میں مصروف ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت کے امتحان میں کامیاب نہ ہو۔ اس لیے اس نے نہایت ہوشیار اور چالاک جنوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر رکھا ہے۔ خلق خدا کو بھٹکانے اور بہکانے کے لئے وہ اپنے مرکزِ ضلالت سے ایجنٹ بھیجتا رہتا ہے، وہ اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آتے ہیں اور اسے اپنی کارکردگی کی رپورٹ

دیتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو زنا میں مبتلا کیا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں فتنہ برپا کیا، کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو قتل کرادیا" ابلیس" ان کارروائیوں سے کچھ زیادہ خوش نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہر کارکن سے کہتا جاتا ہے کہ تو نے کوئی بڑا اہم کام نہیں کیا، تو نے کوئی خاص کارنامہ انجام نہیں دیا۔

لیکن جو شیطان آکر یہ رپورٹ دیتا ہے کہ "ایک آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان معمولی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا، میں نے دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف اُکسانے کی کوشش کی، بات بڑھتی گئی یہاں تک کہ اس آدمی نے بیوی کو طلاق دے دی۔"

ابلیس اسے اپنے قریب بٹھاتا ہے اور اپنے مقربین میں شامل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اچھا کارکن تو تُو ہی ہے، یہ تھا کرنے کا کام جو تُو نے کیا اور پھر اس سے معانقہ کرکے اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

(۲) طلاق اگرچہ بظاہر مباح اور جائز ہے اور بعض اوقات اس میں خیر کا پہلو بھی ہوتا ہے لیکن عام طور پر اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں تمدّن کی ترقی اور فلاح کا سارا سِسٹم میاں بیوی کی آپس میں محبّت، اتفاق اور تعاون سے وابستہ ہے یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ طلاق کے نتیجہ میں خاندان کا اجتماعی ڈھانچہ کیا شکل اختیار کرتا ہے اور کتنے مسائل پیدا ہوتے ہیں ؟

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ ازدواجی زندگی کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ :

(الف) شوہر اور بیوی کے باہمی تعلقات خوشگوار ہوں۔

(ب) وہ ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوں۔

(ج) وہ بدگمانی سے پرہیز کرتے ہوں — اور

(د) ایک دوسرے کے مددگار و معاون ہوں۔

لیکن اگر ان کے تعلقات کشیدہ ہونے لگیں اور ان کے باہمی تعاون، اعتماد اور حُسنِ ظن کی عمارت میں دراڑیں شروع ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ شیطان ان کی رہنمائی

کر رہا ہے۔ یہ تلخی، طلاق کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت حال کے آغاز میں معاملہ فہم آدمی کا کام یہ ہے کہ وہ شیطان کی اس چال کو کامیاب نہ ہونے دے، شیطان ایسے موقعہ کی تاک میں رہتا ہے اور فتنہ پردازی کے نقطۂ نگاہ سے اس کا بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ چھوٹی موٹی رنجش اور کدورت کی آڑ میں میاں بیوی کے درمیان ایک ایسی خلیج حائل کر دے جو پاٹی نہ جا سکے اور بالآخر وہ دونوں ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے جُدا ہو جائیں۔

(۳) وہ انسان بھی شیطان کا ایجنٹ ہے جو ایک بسے بسائے گھر کو اجاڑنے اور برباد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بد اخلاقی کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان، شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے، ان میں باہمی نفرت اور دشمنی کی تخم ریزی کر کے ان کے تعلقات کو اس حد تک خراب کرنے کی کوشش کرے کہ طلاق تک نوبت پہنچ جائے۔

اس شخص کے شیطان ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے جو ایسے "عملیات اور تعویذات" سے دل چسپی رکھتا ہو جن سے میاں بیوی کو جُدا کیا جا سکے۔ جو شخص جادو اور عملیات کے ذریعہ یہ بے ہودگی کرتا یا کراتا ہے وہ اللہ کی نگاہ میں سخت مجرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض، طلاق ہے:

(۱۰۴) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ الطَّلَاقُ۔

(ابو داؤد عن ابن عمر کتاب الطلاق باب فی کراہیۃ الطلاق)

"نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام حلال چیزوں میں اگر کوئی چیز سب سے زیادہ قابلِ نفرت ہے تو وہ طلاق ہے۔"

تشریح: نکاح کے ذریعہ یہ چاہا جاتا ہے کہ عورت اور مرد ایک معاہدے کے تحت اجتماعی زندگی کی گاڑی میں بیٹھ کر سفرِ حیات طے کریں لیکن بعض اوقات ازدواجی زندگی ایک ایسے مرحلے میں بھی داخل ہو سکتی ہے جس میں طلاق دینا یا لینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

اگر ہر شوہر اپنی بیوی سے یا ہر بیوی اپنے شوہر سے اس طرح وابستہ ہوجائے کہ مرتے دم تک وہ ایک دوسرے سے علیٰحدہ نہ ہوسکیں اور شدید ضرورت کے باوجود بھی گلو خلاصی کا کوئی امکان نہ رہے تو زندگی اجیرن ہوجائے اور جہانِ آب و گل خزاں کی نذر ہوجائے اس لیے انتہائی مجبوری کی حالت میں طلاق کی اجازت دی گئی ہے۔

طلاق دینے میں جلد بازی سے کام لینا جائز نہیں ہے، بگڑی ہوئی فضا کو سنوارنے کے لیے بار بار اور مسلسل کوشش کی جائے۔ اصلاحِ احوال کی اگر کوئی صورت باقی نہ رہے اور افہام و تفہیم کی ساری کوششیں ناکام ہوجائیں تو پھر آدمی طلاق دینے پر غور کرسکتا ہے، یہ کوئی خوشگوار عمل نہیں ہے، جائز اور حلال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ بہت مبغوض اور مکروہ کام ہے۔

طلاق دینے میں جلد بازی سے کام لینے کی وجہ سے انسان بسا اوقات بہت سی مشکلات اور پریشانیوں میں مبتلا ہوسکتا ہے مثلاً:

الف۔ ایک بسا بسایا گھر اُجڑ جاتا ہے۔

ب ــ دو خاندانوں میں عداوت اور نفرت کا آغاز ہوجاتا ہے۔

ج ــ شوہر کو بیوی کے اور بیوی کو شوہر کے جدید انتخاب میں بڑی جدّ و جہد کرنا پڑتی ہے۔

د ــ طلاق کے بعد فریقین کو ندامت کا شدید احساس ہوتا ہے، وہ پھر دوبارہ گھر آباد کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں لیکن طلاق کے آخری مرحلہ میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔

بیک وقت تین طلاقوں کا مسئلہ

(۱۰۵) أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ ثَلٰثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْہُرِکُمْ حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَقْتُلُہٗ۔ (نسائی عن محمود بن لبید کتاب الطلاق)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتایا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہیں۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) سخت ناراض ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے پھر ارشاد فرمایا کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان ہوں یہاں تک کہ (آپؐ کے غصّہ کو دیکھ کر) ایک آدمی نے اُٹھ کر عرض کیا حضور! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟"

تشریح: طلاق دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آدمی بیوی کو طُہر میں ایک رجعی طلاق دے بشرطیکہ اس طُہر میں اُس نے اس سے مباشرت نہ کی ہو اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدّت گزر جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پھر دوسرے طہر میں بھی اسے ایک اور رجعی طلاق دے، ان دونوں صورتوں میں شوہر کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق ہے اور عدت گزرنے کے بعد شوہر اس عورت کی رضامندی سے اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے لیکن اگر شوہر نے تیسرے طُہر میں اسے تیسری بار طلاق دی یا پھر زندگی میں اسے کبھی ایک اور طلاق دی تو یہ تیسری طلاق ایک آخری طلاق ہوگی اور وہ عورت اس پر حرام ہو جائے گی کیونکہ ایک رشتۂ نکاح میں آدمی بیوی کو زندگی میں صرف تین طلاقیں دے سکتا ہے۔

جو شخص بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیتا ہے وہ قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریقے کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اللہ کی اس پاک کتاب کے ساتھ مذاق کرتا ہے اور وہ اس حکمت اور مصلحت کو بھی مجروح کرتا ہے جسے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شریعت نے ملحوظ رکھا ہے۔

رجعی طلاق میں شوہر کو عدّت گزرنے سے پہلے رجوع کرنے کا حق باقی رہتا ہے اور عدّت گزرنے کے بعد دونوں اگر چاہیں تو اپنی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں لیکن تین طلاق دینے کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کرنے کا حق باقی رہتا ہے اور نہ وہ باہمی رضامندی سے نکاح کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس طرح طلاق دینے کو سخت

ناپسند کیا ہے۔ طلاق دینے کا یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ جائز نہیں ہے بلکہ سخت گناہ بھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں اس جرم کے مرتکب کو دُرّے مارتے تھے۔

شوہر جب غصّہ میں آکر بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیتا ہے تو پھر متعدد وجوہ کی بنا پر شوہر اور بیوی کو یا ان میں سے کسی ایک کو سخت ندامت اور افسوس کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان ملاپ کی کوئی صورت نکل آئے لیکن اس کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے اور نہ اس بات کا موقع باقی رہتا ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے نکاح کر سکیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ وبا بہت عام ہے کہ جو شخص بھی بیوی سے ناراض ہوکر اسے علیحدہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ اسے بیک وقت تین طلاقیں ہی دے ڈالتا ہے، پھر طلاق نامہ لکھنے والوں کی ستم ظریفی یہ ہے کہ انہوں نے تین بار طلاق لکھنے کو اپنا معمول بنا لیا ہے۔ اَن پڑھ شوہر کہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں عرضی نویس صاحب تین طلاقیں درج کرکے اس سے انگوٹھا لگوا لیتے ہیں حالانکہ یہ گناہ کا کام ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دینا ناجائز اور گناہ ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طریقہ سے طلاق دے تو شرعًا اس کی حیثیت کیا ہے؟ ائمہ اربعہؒ کے نزدیک یہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ بیوی شوہر پر حرام ہے اِلّا یہ کہ مطلّقہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے پھر وہ وفات پائے یا اس عورت کو طلاق دے تو عدّت گزارنے کے بعد وہ اپنے پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔

طاؤس اور عکرمہ کے نزدیک بیک وقت تین طلاقیں دینے سے صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ نے بھی اس رائے کو پسند کیا ہے۔

سازشی نکاح

(۱۰۶) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ۔ (ابن ماجہ ابن عباس ابواب النکاح)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کی ہے"

تشریح : بعض لوگ غصّہ میں بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں، جب ان کا غصّہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو مطلقہ بیوی کی واپسی کے لیے حیلے پوچھتے پھرتے ہیں اور حلالہ کرا کر اسے اپنے گھر میں لا ڈالتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرز عمل کو سخت ناپسند فرمایا ہے۔

"نکاح" دراصل مرد اور عورت کے درمیان ایک عمرانی معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں گے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں گے۔ رہا وہ شخص جو کسی عورت کو بیوی کی حیثیت سے ہمیشہ اپنے گھر میں بسانے کا ارادہ نہیں رکھتا، بلکہ اسے طلاق دینے کے لیے اس سے نکاح کرتا ہے، وہ ایک ایسا "سانڈ" ہے جو مستعار لیا گیا ہے اور نکاح کے نام پر بدکاری کرتا ہے۔ اس ذلیل اور شرمناک کردار کا محرک وہ شخص ہے جو کرا رہا ہے تاکہ اس سازشی نکاح اور طلاق کے بعد وہ اس عورت سے نکاح کر سکے جس کو اُس نے تین طلاقیں دے کر اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ ذوق سلیم ان دونوں سیاہ کارناموں سے نفرت کرتا ہے۔

منکوحہ عورت کی طلاق کا مطالبہ کرنا ممنوع ہے

(۱۰۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا وَ لِتَنْکِحَ فَاِنَّ لَھَا مَا قُدِّرَ لَھَا۔ (بخاری عن ابی ہریرۃ کتاب القدر، مسلم کتاب النکاح)

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے۔ (وہ یہ مطالبہ اس لیے کرتی ہے) تاکہ وہ اس کے پیالہ کو (طعام سے) خالی کر دے اور وہ خود (اس کے شوہر سے) نکاح کر لے جو کچھ اس کی قسمت میں لکھا ہے اسے مل کر رہے گا"

تشریح : ملک کی بربادی اور تباہی کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہونا

ہے کہ کسی شخص کو معاشی لحاظ سے محروم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ طرزِ معیشت یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق روزی کمانے کا حق ہے، وہ اپنے وسائل اور ذرائع کو کام میں لاکر اپنی معاش کے لیے کوشش کر سکتا ہے لیکن کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی دوسرے آدمی کو معاش سے محروم کر کے اپنی معیشت کو مستحکم کرتا پھرے۔ اس اصول کی روشنی میں کسی شادی شدہ عورت کی طلاق کا مطالبہ کرنا اس کی معیشت کو تباہ و برباد کرنے کی ایک گھناؤنی کوشش ہے جس کو خدا کے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے جائز قرار نہیں دیا۔

کسی شادی شدہ عورت کے پیالہ کو طعام سے خالی کر دینے سے مراد ہے اس کے ان معاشی اور معاشرتی حقوق پر قبضہ کرنا جو بیوی کی حیثیت سے اسے حاصل ہیں۔

کسی خدا ترس عورت کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کسی شادی شدہ آدمی کے پیغام نکاح کے جواب میں یہ مطالبہ کرے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر ہی مجھ سے نکاح کر سکتے ہیں۔ جو عورت یہ طرزِ عمل اختیار کرتی ہے وہ دراصل اس کی پہلی بیوی کو اس کے معاشی اور معاشرتی حقوق سے محروم کر کے خود اس کی جگہ لینا چاہتی ہے۔ اس طرح کے مشروط نکاح کو حضور صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس کے نتیجہ میں ایک بے گناہ خاتون پر طلاق پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ شخص مجرم ہے جو اپنی بیوی کو کسی معقول عذر کے بغیر طلاق دیتا ہے اور اسی طرح وہ عورت بھی گناہ گار ہے جو اپنے نکاح کے شوق میں ایک شریف عورت کی طلاق کا باعث بنتی ہے۔

بعض اوقات شادی شدہ مرد عقد ثانی کے لیے جب کہیں نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں تو دوسری طرف سے پیغام قبول کرنے کو "پہلی بیوی کی طلاق" سے مشروط کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر شادی کرنا چاہتے ہو تو پہلی بیوی کو رخصت کرو۔ اس رویہ کی مذمت

فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اگر کوئی خاندان یا کسی خاندان کی لڑکی کسی مرد کے عقدِ ثانی پر راضی ہو جائے تو بہتر ہے وہ اس کی دوسری بیوی بن جائے، اللہ نے جو کچھ اس کی قسمت میں لکھا ہے اسے مل کر رہے گا۔

یہ کوئی معقول اور شریفانہ طرزِ عمل نہیں ہے کہ محض اپنی ازدواجی زندگی کو پُر لطف بنانے کی غرض سے ایک بے گناہ خاتون کو شوہر سے محروم کر دیا جائے، پھر وہ مطلقہ خاتون معاشرے میں اس سوال کا نشانہ بن جائے کہ اس میں ضرور کوئی ایسی اخلاقی خرابی ہے جس سے تنگ آکر شوہر نے اسے طلاق دی ہے درآنحالیکہ اس بے چاری کا اس کے سوا اور کوئی جرم نہیں ہے کہ اس کے شوہر نے اپنی دوسری شادی کے شوق میں اسے طلاق دی ہے۔

ایک عورت کسی مرد سے اس شرط پر نکاح کرتی ہے کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے اور وہ صاحب پہلی بیوی کو طلاق دے کر نئی شادی رچالیتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہو کہ شادی کے فوراً بعد شوہر کا انتقال ہو جائے یا وہ خاتون کسی ایسے حادثہ سے دوچار ہو جائے جو اس کی ازدواجی مسرّت کو خواب پریشان کر دے تو پھر اس کی شرط نے اسے کیا نفع دیا۔

اس حدیث کا ایک اور مفہوم یہ ہے کہ اگر عورت کسی مرد سے نکاح کرنے اور اس کی بیوی کے معاشرتی حقوق پر قبضہ کرنے کی غرض سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو یہ ایک ظالمانہ مطالبہ ہے، کسی حیثیت سے بھی اسے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مسلمان عورت کو ایسے غلط رویّہ سے پرہیز کرنا چاہیے، اس طرح کی حرکتوں سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ اسے لازماً مل کر رہے گا چاہے وہ اس شادی شدہ مرد کی دوسری بیوی بن جائے یا کسی غیر شادی شدہ لڑکے سے نکاح کر لے، ہر حال میں اس کا مقدر اس کے ساتھ رہے گا۔

اس حدیث کے الفاظ سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ :

۱۔ ایک عورت کو اپنے بہنوئی سے یہ مطالبہ نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کی بہن کو طلاق دے کر اس سے شادی کر لے یہ بات شرافت اور اخلاق سے گری ہوئی ہے۔

۲۔ ایک شادی شدہ عورت اپنے شوہر کو دوسری بیوی کی طلاق پر آمادہ کرنے کی کوشش نہ کرے ہر بیوی کو اپنے مقدر پر قانع ہونا چاہیے۔

شدید ضرورت کے بغیر طلاق چاہنے والی

(۱۰۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَأَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْھَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ۔

(ابوداؤد عن ثوبان کتاب الطلاق۔ ترمذی ابواب الطلاق)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کسی شدید ضرورت کے بغیر اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔"

کسی شدید مجبوری اور تکلیف کے بغیر عورت کو اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ اس سے گھر کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر عورت صاحبِ اولاد ہے تو پھر طلاق لینے سے ایسی اُلجھنیں پیدا ہوں گی جن کا حل کرنا بہت مشکل ہوگا۔ شوہر کے علاوہ اس کے بچے بھی ذہنی پریشانی کا شکار ہو جائیں گے۔ بچے اگر ماں کے ساتھ رہیں گے تو باپ کی شفقت سے محروم ہونے کے علاوہ وہ ایک ایسے شخص کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے جو ان کا باپ نہیں ہے اور اگر انہیں اپنے باپ کے گھر رہنا پڑا تو وہ ماں کی مامتا سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسی خاتون کے دست نگر ہو جائیں گے جو ان کی حقیقی ماں نہیں ہے۔

شدید ضرورت کی بنا پر عورت کچھ معاوضہ دے کر شوہر سے طلاق حاصل کرتی ہے شریعت میں اسے "خلع" کہتے ہیں کیونکہ بعض اوقات، شوہر کی بداخلاقی اور سنگدلی بیوی کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ بعض لوگ نہ تو بیوی کے حقوق ادا کرتے ہیں اور نہ اسے طلاق دیتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جائز اور معقول وجوہ

ہو سکتے ہیں جن کی بنا پر بیوی اپنے شوہر سے طلاق لینے پر مجبور ہوتی ہے لیکن جو بیوی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے یا عدالت میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کرتی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی نگاہ میں سخت ناپسندیدہ عورت ہے، قیامت کے دن وہ خانہ بربادی کے گناہ کی سزا پا کر رہے گی۔

آج کل عدالتوں میں تنسیخ نکاح کے بیشتر مقدّمات کے محرّکات کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اخلاقی بگاڑ کا نتیجہ ہیں۔

رشحات

بعض اوقات شوہر اور بیوی کے درمیان اختلافات ایسی شدّت اختیار کر لیتے ہیں کہ ہر طرح کی کوشش کے باوجود وہ ختم نہیں ہوتے اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ان کے درمیان تفریق ہو۔

اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بعض ارشادات کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :

شیطان کو سب سے زیادہ خوشی اس بات سے ہوتی ہے کہ شوہر بیوی کو طلاق دے کیونکہ اس سے ایک بسا بسایا گھر برباد ہو جاتا ہے، دو خاندانوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، اگر میاں بیوی صاحبِ اولاد ہوں تو ان کے بچوّں کی تعلیم و تربیت متأثر ہو سکتی ہے بلکہ ان کو سکون بھی نصیب نہیں ہوتا۔

وہ شخص بھی شیطان کا ایجنٹ ہے جو شوہر کو بیوی کے خلاف اُکسا کر اُسے طلاق دینے پر آمادہ کر لیتا ہے یا بیوی کو بہلا پھُسلا کر شوہر سے طلاق لینے پر مائل کرتا ہے۔

کسی شدید ضرورت کے بغیر شوہر سے طلاق چاہنے والی عورت جنّت میں نہ جائے گی، اللہ تعالیٰ طلاق کو سخت ناپسند کرتا ہے لیکن بعض اوقات اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ شوہر بیوی کو طلاق دے یا بیوی شوہر سے طلاق لے، اس بنا پر شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔

بیوی کو بیک بار تین طلاقیں دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اس طرح طلاق دے تو ائمۂ اربعہؒ کے نزدیک تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں، امام ابن تیمیہؒ کے نزدیک اس سے صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ علمائے اہل حدیث نے آخری رائے

کو پسند کیا ہے۔

شوہر بیوی کو زندگی میں صرف تین طلاقیں دے سکتا ہے، اسے طلاق مغلظ کہتے ہیں، اس کے بعد شوہر نہ تو اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور نہ اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اِلّا یہ کہ وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور اس دوسرے آدمی کی وفات ہوجائے یا وہ اسے طلاق دے دے تو عدّت گزرنے کے بعد وہ عورت پہلے شوہر سے نکاح کرسکتی ہے۔

لیکن یاد رہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقوں کے بعد دوبارہ اپنے عقد میں لانے کے لیے حلالہ کراتا پھرتا ہے وہ اللہ کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبان میں ملعون ہے، طلاق دینے کا طریقہ یہ ہے کہ شوہر بیوی کو صرف ایک رجعی طلاق اس طہر میں دے جس طہر میں اس نے اس سے مباشرت نہ کی ہو، جب اس طریقہ سے بیوی کو طلاق پڑسکتی ہے تو پھر بیک وقت تین طلاقیں دے کر گناہ گار بننے کا شوق کیوں ہو؟